तार : "आकाशवाणी "
Telegram : "AKASHVANI "

भारत सरकार
Government of India
आकाशवाणी
All India Radio
वार्ता / लघु कथा शाखा
(Talks / Short Story Branch)

आकाशवाणी–कार्यक्रम–1
(पैरा 5-10-11/5-11-15 देखिए)
AIR—P—1
(See Paragraphs 5-10-11/5-11-15)

URDU SECTION

सं.
No.

सेवा मे
To,

Dr.Mohammed Sibhatulla,
Selection grade Teacher,
Department of Urdu,
Government Arts College,
Bangalore.

दिनांक
Dated 20-8-1996

महोदय / महोदया,
Dear Sir / Madam,

इस पत्र के पीछे छपी शर्तो पर हम नीचे लिखे विषय, दिनांक और समय पर आपकी वार्ता/लघुकथा सहर्ष प्रसारित करेंगे। कृपया संलग्न पुष्टिपत्र पर हस्ताक्षर कर के हमको लौटती डाक से भेज दीजिए। इसके लिए हम आपके आभारी होंगे।

We shall be pleased to broadcast your talk(s) / short story on the subject, date and time detailed below upon the conditions printed overleaf. We shall be obliged if you could kindly sign and return the attached confirmation sheet not later than

शीर्षक
* TITLE To write and present a talk on ' Dakni ghazal ka pas Mazhan '

दिनांक
Date(s) 9-9-1996 (Recording on 3-9-1996 at 11.00 A.M.)

प्रसारण का समय
Time of Broadcast 10.00 P.M.

प्रसारण की अवधि
Duration 12 mts.

प्रसारण का स्थान
Place of Broadcast All India Radio,Bangalore

शुल्क रु.
Fee Rs. Rs.250/-(Rupees Two hundred and fifty only)

अनुवर्ती प्रसारण शुल्क
Subsequent Broadcast Fee nil

(इस पत्र के नीचे छपी शर्तो के खण्ड 4(क) /4 (ख) /4(ग) के अध्याधीन)
(Subject to Clause 4 (a) / 4 (b) / 4 (c) of conditions printed below.

हमारा विशेष निवेदन यह है कि आप कृपया इस शर्त का पालन करके हमारी सहायता करें कि प्रसारण के लिए जो तारीख नियत की गई है उससे कम से कम दस दिन पहले वार्ता / लघुकथा की पांडुलिपि केन्द्र निदेशक के पास पहुंच जाए। इस शर्त का पालन न होने पर केन्द्र के सामान्य कार्यक्रम में गंभीर अवरोध पैदा हो जाता है।

We would particularly ask you to assist us by complying with the condition that the manuscript of the talk / short story should be in the hands of the Station Director not less than 10 days before the date fixed for the Broadcast. The normal routine of the Station is seriously hampered if this condition is not observed.

स्टैंप शुल्क सरकार द्वारा वहन किया जाएगा।
The Stamp Duty will be borne by the Government.

2/11

भवदीय,
Yours faithfully,

कृते केन्द्र निदेशक,
For Station Director,
भारत के राष्ट्रपति के लिए और उनकी ओर से
For and on behalf of the President of India

* लघुकथा के मामले मे लेखक उसका शीर्षक यहां भरें।
* In case of Short Story, the title of the Short Story will be filled in by the author.

D. Mohd. Sibghatulla.
Professor & Head
[illegible]RTMENT OF URDU
Arts College, Bangalore

Kadu[illegible]
3.9.96. 11-11-33am

دکنی غزل کا پس منظر

دکنی غزل موجودہ اردو غزل کی پیش رو ہے جو اپنے مخصوص ادبی اقدار، اپنے مخصوص تہذیبی رجحانات اور اپنے اثر پذیری کے باعث غزل کی تاریخ میں ایک نمایاں اور منفرد مقام رکھتی ہے قدیم دکنی شعراء نے ابتداء ہی سے مثنوی کے ساتھ ساتھ صنف غزل پر بھی توجہ کی اور غزل کو سنوارنے کی کوشش کی جس میں بہمنی، قطب شاہی و عادل شاہی دور کے شعراء کافی اہم ہیں

دکنی غزل کی ایک نمایاں خصوصیت حقیقت پسندی یا واقعہ نگاری ہے۔ دکنی شعراء نے فارسی کے اتباع میں صنف غزل پر طبع آزمائی کی اور فارسی کے تمام اوزان و بحور کو بھی اپنایا لیکن جہاں تک اپنے محسوسات اور مشاہدات کی پیش کشی کا تعلق ہے دکنی شعراء ایک حقیقت پسند نقطۂ نظر کی ترجمانی کرتے ہیں اور ان کے کلام میں مشکل پسندی کی جگہ سادگی، تصور پرستی کی جگہ واقعہ نگاری کا رجحان پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے دکنی غزل پر ہندوستانیت کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ دکنی غزل گو شاعروں نے غزل کی بہترین اور شاندار روایات کو اس کے ابتدائی دور ہی میں مستحکم کیا جن پر چل کر اردو غزل گوئی معیاری شاعری کی آبرو بن گئی۔

دکنی شعراء نے بالعموم غزل کو عورتوں سے باتیں کرنے کی صنف کی حیثیت سے برتا ہے محبوب کی ہر ہر ادا اور جسم کے خد و خال کی عکاسی کی ہے۔ ان کا تصور محبوب ایک حقیقی اور حقیقت پسند رجحان کی غمازی کرتا ہے۔ یہ محبوب نہ پیکر موہوم ہے اور نہ فارسی کا تخیلی و روایتی محبوب۔ وہ مادی اور مجازی محبوب ہے جو ایرانی کم اور ہندوستانی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

دکنی شعراء محبوب کی جنس کو مبہم نہیں رکھتے وہ اپنے محبوب کو "نار" "سوندری" "استری" "سکی" وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں۔ ان غزلوں کی "نار" یا "استری" ہندوستان کی پیداوار ہے۔ وہ ہندوستانی فضا میں سانس لیتی ہے۔ اس کے خط و خال، چال ڈھال، ناز و انداز، رفتار اور گفتار میں بھی مقامی ماحول کی ترجمانی کرتے ہیں۔ وہ اپنے گرد و پیش کے ماحول اور معاشرت کی عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں ہندوستانی ماحول، رہن سہن، لباس، زیورات اور مقامی تہذیب کی خصوصیات کی عکاسی نمایاں ہے۔ دبستان دکن کے تین اہم شعراء وجہی، محمد قلی قطب شاہ اور غواصی کے جائزے سے جو بات نمایاں طور پر ہمارے سامنے آتی ہے وہ ہے سادگی و سلاست [illegible] اور برجستگی یہ وہ خصوصیت ہے جو تمام کلاسیکی شعراء میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً وجہی کی غزلوں میں شاید ہی کوئی مقام ایسا ملے گا جہاں انہوں نے پُر پیچ اسلوب کو اپنایا ہو یا مضمون کو الجھا دینے کی کوشش کی ہو۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

تجھ مکھ کے دو رسوں پو سورج سو درستی ہے   تجھ نور جھلکنے تے سب جگ میں روشنی ہے
آنا ہے رقیب آؤ کہ سینے سے چلا ہے اب   آنکھوں میں آکے ٹھہرا ہے انتظار کا

وہ جذباتی کیفیات اور احساسات کا ناظر ہے اس لئے اس کی غزل میں سلاست، سادگی اور دلکشی پائی جاتی ہے۔ اس نے سیدھے سادے دکنی منتخب الفاظ اور تراکیب [illegible] میں عشق و عاشقی کے واردات اور معاملات رقم کئے ہیں اس کا کلام دماغ کے بجائے دل پر اثر کرتا ہے۔ اس کی دوسری نمایاں خصوصیت واقعہ نگاری یا حقیقت پسندی کا رجحان ہے۔ اس کے کلام پر مقامی ماحول کی تہذیبی روایات اور معاشرتی خصوصیات کی گہری چھاپ ہے۔ غزل میں ہندوستانی ماحول اور مقامی روایات کی ترجمانی وجہی یا قدیم دکنی کے دوسرے شعراء کا اہم کارنامہ ہے۔ اردو شاعری پر عام طور سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہندوستانی نژاد ہونے کے باوجود ہندوستانی رنگ روپ سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی اس کے [illegible] خد و خال ایرانی ہیں اس کی نہروں میں دجلہ و فرات کی روانی ہے اس کی داستان عشقیہ داستان شیریں فرہاد کے افسانے سناتی ہیں اس کے باغوں میں شیراز و بابل [illegible] کرتی ہے اس کی بہار لالہ و گل کھلاتی ہے اس کی تشبیہات استعارات، تلمیحات اور شاعری کے تمام عناصر عجمی ہیں۔ یہ خیال ۱۷۰۰ء کے بعد دہلی اور لکھنؤ میں نشوونما پانے والی شاعری کی حد تک درست معلوم ہوتا ہے دکنی شعراء [illegible] میں سچے حقیقت پسند (REALIST) ہیں اور ایک صحت مند اخلاقی نمائندگی کرتے ہیں۔

وجہی نے جو تشبیہات و استعارات استعمال کی ہیں وہ بڑے دلکش ہیں اور ان کی وجہ سے شعر کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کی تشبیہیں خود بولتی ہیں وہ جس چیز کا بیان کرتا ہے اس کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ اس کی تشبیہوں اور استعاروں [illegible] مقامی ماحول، مقامی دریاؤں، پرندوں، پھولوں، جانوروں وغیرہ [illegible] کی اور [illegible] جوگی، جوتشی، بہمن، کنول، گنگا، [illegible]، بیراگ، سنیاسی [illegible] رنگ [illegible] الفاظ کا استعمال اپنے اطراف و اکناف [illegible] گرد کی اشیاء کا ذکر [illegible] صحت مند فطرت کی ترجمانی کرتا ہے۔ وجہ [illegible]

تجھ ذات کے [illegible] نزدیک [illegible]   گنگا [illegible]
[illegible]

محمد قلی قطب شاہ ہندوستانیت کا سب سے بڑا پرستار ہے۔ اس کی رگ رگ میں ہندوستان کی تہذیب سرایت کر گئی ہے۔ وہ ہندوستان کی ہر نمایاں اور منفرد رسم، تہوار اور موسم [illegible] کو اپنے خیالات میں سا لیتا ہے۔ محمد قلی کا کلام اپنے عہد کی ایک [illegible] اور تہذیبی دستاویز ہے۔ اس کے کلام کے مطالعہ سے قطب شاہی عہد کی سماجی زندگی کے متعلق بہت کچھ معلومات حاصل کیا جا سکتا ہے۔ شادی بیاہ کے رسوم، مختلف موسم، عیدیں، تہوار، کھیل کود، عورتوں کی [illegible] کے دلچسپ مرقعے اس کی شاعری میں جا بجا بکھرے ہوئے ہیں۔

بسنت خالص ہندوستانی تہوار ہے جو آمد موسم بہار کے موقع پر منایا جاتا ہے
اس موضوع پر محمد قلی کی سات غزلیں ملتی ہیں۔ بسنت اور نوروز کی طرح محمد قلی جشن برگ سال
یا آمد برسات کو بھی خاص اہتمام کے ساتھ مناتا تھا۔ اس نے ہندوستان کے اس رسم
پر وہ رسم پر چودہ مربوط غزلیں لکھی ہیں۔ محمد قلی کی غزلیں نہ صرف ہندوستانی عیدوں
تہواروں، موسموں، مناظر فطرت، پھلوں، پھولوں، پرندوں، کھیلوں وغیرہ کی مکمل ترجمانی
کرتی ہیں، بلکہ ہندوستانی عوام کے طور طریقے رسومات، معتقدات اور توہمات کی آئینہ
داری بھی کرتی ہے۔ محمد قلی کی تشبیہوں اور استعاروں میں بھی ہندوستانی تہذیب و کلچر
کی روح رچی ہوئی ہے۔ فارسی تلمیحات مثلاً لیلیٰ مجنوں، شیریں فرہاد، یوسف زلیخا
وغیرہ کے ساتھ ساتھ مقامی فضا اور ہندوستانی دیومالا مثلاً راجہ اندر، کرشن کنہیا کے
کی اپسرائیں، مینکا، اروشی، رمبھا وغیرہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ محمد قلی کی شاعری کا بیشتر
مواد اپنے ارد گرد کے حالات اور مقامی ماحول کے گوناگوں تجربوں سے حاصل کیا ہوا ہے
جو تشبیہوں، استعاروں، تلمیحوں اور اظہار بیان کے پیکروں، علامات اور کنایوں
کے سہارے شعر کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ محبوب کے خوبصورت چہرے کو کنول، تل کو بھونرا
آواز کو کوئل کی سریلی آواز، خرام کو مست ہاتھی اور کبھی مست ہنس کی چال
قد کو سرو، چوٹی کو ناگ اور آنکھوں کو بت خانہ، آنکھ کی پتلی کو بت سے تشبیہ
دی گئی ہے چند اشعار ملاحظہ ہوں

پنجے تجھے کوں دیکھ یاد آتا ہے   الف کا سو سائیں سکاونا
امرت چشمہ ٹھوڑی ہے ناسک چنپا کلی   تو بینی آسے نین ہے آنک کے بھونرا اڑیں

محمد قلی قطب شاہ طبعاً نغمہ و نشاط اور راگ و رنگ کا شاعر ہے اس کی شاعری
میں زیادہ تر رعنائیوں، رنگینیوں، آسودگی، سیرابی و مستی کے تمام روپ نظر
آتے ہیں۔ غرض محمد قلی نے اردو غزل کو نہ صرف بہ اعتبار مضامین وسیع کیا بلکہ
اس میں نئے اندر رس بھی پیدا کئے۔

جہاں تک غزل گوئی کا تعلق ہے ملک الشعراء ملا غواصی قدیم اردو کا نامور اور عظیم
المرتبت شاعر ہے۔ اس کو اپنی بے پناہ شعری صلاحیتوں اور کمال فن کا شدید احساس تھا
میدان شاعری میں وہ کسی کو اپنا ہمسر یا مد مقابل نہیں سمجھتا۔ اس کی اعلیٰ صلاحیتوں اور
اور شاعرانہ کمال کی وجہ سے گولکنڈہ کے ملک الشعراء وجہی کی بڑھتی ہوئی شہرت ماند پڑ گئی تھی
جب ہم غواصی کی غزل گوئی کا تنقیدی جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غواصی
دبستان دکن کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ غزل کے میدان میں اس کا مقابلہ کرنے والا اس
دور کا کوئی شاعر چاہے وہ قطب شاہی عہد کا ہو یا عادل شاہی عہد کا اس کے مرتبے کو نہیں
پہنچ سکتا۔ اس کی غزل میں آمد زیادہ ہے آورد کا شائبہ بہت کم ملتا ہے جس کے
باعث ان میں گہرا تاثر پایا جاتا ہے۔ اس کے کلام کی سب سے نمایاں خصوصیت اظہار بیان

کی سادگی روانی اور بے ساختگی ہے۔ لیکن جو چیز اس کو تمام اردو شعرا میں منفرد مقام بخشتی ہے اور جو دکنی صف اول کے شعرا میں لا کھڑا کرتی ہے وہ ہے تاثر کی فراوانی، سوز و گداز، لطافت اور بے ساختگی و موسیقی اور شعریت ہے۔ اس کے کلام میں معصومیت پاکیزگی اور دلبری کا احساس ہے۔ اس کے انداز میں ایک اعتدال، ٹھیراؤ اور گداز نظر آتا ہے۔ اس کی آواز رچی ہوئی اور مصفّٰی ہے۔ اس کا لہجہ مدھم، دلنشین اور اپنے معاصرین یا ہمعصروں سے مختلف ہے۔ غواصی دکنی غزل کے ایک نئے سکول کا بانی ہے جس کا اور ابتدایہ شاعروں خصوصاً ولی نے پیروی کی۔ چند اشعار ملاحظہ کیجئے جن میں غواصی کا مخصوص لہجہ اور اس کی منفرد آواز با آسانی پہچانی جا سکتی ہے ؎

اے دلارام میں جدھر جاؤں　　دل کو تیرے پاس دھر جاؤں
جب ترے برہ کا بدل گرجے　　شیر ہو تب انکھیاں تے جھر جاؤں
میں منجے کیوں قرار آتا آج　　وقت کے باج تنگ جاتا ہے
کیوں نہ دیوانگی کوں دیووں سر　　عین مجنوں کی ذات میری ہے

غواصی نے اپنی غزل کا خمیر فارسی اور ہندوستانی عناصر کی مدد سے تیار کیا۔ اس کی غزلوں میں ہندوستانیت کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ اس کی شاعری میں ہندوستانی ماحول، معاشرت، تصورات، یہاں کے سبزہ و گل، مناظر فطرت اور رہن سہن کے مقامی طور طریقوں کی عکاسی تصویریں ملتی ہیں۔ غواصی کی غزل میں ہندوستانی اقدار اور مقامی روایات کا احترام ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ اس کے بیشتر اشعار میں حسن و عشق کے وہی مضامین ادا کئے ہیں جو ہندوستانی ذوق کے مطابق ہوں۔ مثلاً

دل یکساں نہیں کہ جیوں چمن　　گہ بھول ہو رگہ اتر جاؤں
دل کی دیوانگی نہیں جاتی　　جو لکھا ہوں قضا کے یاں پر

غواصی کا محبوب پیکر حسن و شباب اور نسوانی محاسن کا مجسمہ ہے۔ اس کا محبوب گوشت پوست کا جاندار، اسی عالم رنگ و بو کا مادی اور مجازی پیکر ہے۔ اسی لئے اس کی غزل میں ایک جیتی جاگتی محبوب کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ غواصی نے اپنے کلام میں محبوب کے لئے واضح طور پر تانیث کا صیغہ استعمال کیا ہے اور ہر جگہ انداز سے اس کو [illegible] سہیلی، سندری، سجانا، موہنی وغیرہ ناموں سے یاد کیا ہے۔ مثلاً

دفع کیا دکھ سہیلی تیرا آب ہوگا　　ہم دین و ہم دنیا میں لگی تجکوں لالب ہوگا
ہماری وہ چنچل سجانا کہاں　　لگی چٹپٹی ٹھریا نا کہاں

غواصی کی محبوبہ ہندوستان ہی کی پیداوار ہے۔ ہندوستانی فضا میں سانس لیتی ہے

سودا کے خیز ... ان کی چال ڈھال، بناؤ سنگھار اور رفتار و گفتار میں بھی مقامی ماحول کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً

بیدار دکھن میں حور تجھے نادر ہو تو بن بیٹھی ہے کر
جیسے ہدایت اے سکی ملک دکھن کوں آج فرح

کالی پٹڈیاں میں پھول بھر چھب سوں گندی سو یوں دستی
تاریاں کی مہمانی مگر کرنے تجے تارے تار رات

ان اشعار سے پتہ چلتا ہے کہ شاعر نے محبوب کے حسن کو اجاگر کرنے کے لئے نہ صرف اپنے مشاہدات، خیالات، جذبات و مشاہدات کو سادگی و پرکاری کے ساتھ پیش کیا ہے بلکہ حقیقت پسندانہ نقطۂ نظر کو بھی اپنایا ہے

غواصی کی اکثر تشبیہات، استعارات اور تلمیحات میں دکنی تہذیب و تمدن کا عکس نظر آتا ہے۔ یہ تشبیہات کہیں محض شعر کے صوری حسن میں اضافہ کرنے کے لئے استعمال ہوئی ہیں تو کہیں معنی کو وسعت دینے کے لئے غواصی نے حسین تشبیہات اور دلکش استعاروں کے ذریعہ اپنی غزل میں بڑا کیف، لطف اور رس پیدا کیا ہے

ہوا کر چند کوں میرے ادکھ لدو اٹھیا تیرا
کمل مکھ پہ دو نین نرگس رنگ یا گال گل لالہ

تیرے ... کے پہ تجے قربان ہوتا ہر گھڑی جینا
تیرے ادا ... تجہ قربان ہوتا ہر گھڑی بالا

مذکورہ بالا اشعار میں غواصی نے محبوب کے چہرے کو کمل، آنکھوں کو نرگس ... زلفوں کی لٹ کو کڑی دیوالی، رخساروں کو نارنگیوں سے تشبیہ قرار دیا ہندوستانی طرز فکر اور مقامی ماحول سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے

غرض دکنی دنیا کی یہ طلسمی دنیا عجیب ہے اس میں غم اور مسرت کی دھوپ چھاؤں ... تجربہ ہے ... استعارہ و اشارہ ہے، احساس کی قوت ... اور ... واقعات کو بھی اپنے ذاتی تجربے سے حقیقی ... بنا دیا ہے اور ارضی اور زمینی حسیت ... اس میں عطر گل کی سی خوشبو پیدا کر دی ہے ... اگر اس کے ... منظر میں دیکھا جائے تو دکنی غزل کی ہیئت اور موضوع ... رنگارنگی اور غزل کی شادابی کے ساتھ ... ادائے حسن کی ... زور و بیان کا لطف بھی شامل ہے۔ یہی ... اور ... یہ کیفیت ... تشبیہ و استعارہ کا یہ طلسم اور نکتہ وری اردو غزل کا ... خال رخ زیبا ہے۔